نادان لاہوری

نوید رزّاق بٹ

نادان لاہوری

نوید رزّاق بٹ

نادان لاہوری

ای میل: naveed.razzaq.butt@gmail.com

سائٹ: naveedrbutt.wordpress.com

ٹویٹر: @naveedrbutt

بوڑھے مزدوروں کے نام

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں، بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے

میں اُس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

(اقبال)

تعارف

بسم اللہ و الصلاۃ والسلام علی رسول اللہ۔

میرا پہلا مجموعہ ءِکلام پیشِ خدمت ہے۔ کتاب کے عنوان اور انتساب کے حوالے سے چند مختصر وضاحتیں شاید ضروری ہیں۔ بالعموم اہلِ لاہور سمجھدار اور معاشرے کی ناہمواریوں سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ عنوان میں ذکر صرف ایک نادان کا ہے جو اِن میں رہنے کے باوجود کچھ زیادہ سیکھ نہیں پایا۔ اور معاملات کو سمجھے بغیر، جہاں کوئی چیز دل و دماغ کو کھٹکتی ہے، فوراً سوال کر ڈالتا ہے۔ یہ کتاب اِسی نادان کے سوالات اور الجھنوں کا مجموعہ ہے۔

بوڑھے مزدوروں کے نام اس لئے کہ بڑھاپے میں سخت محنت کے کام کرنے والے ایسے کئی 'دھیاڑی' داروں کو دیکھنے کا موقع ملا، اور ہر بار اُن کی جھریوں اور پتھرائی نگاہوں میں معاشرے کی ناانصافیوں کی مکمل تفصیل درج نظر آئی۔ میری شدید خواہش ہے کہ ایک دن وطنِ عزیز ایک فلاحی ریاست اور معاشرہ بن سکے جہاں 'سب سے پہلے کمزور' کا اُصول ہر ریاستی پالیسی اور ہر معاشرتی تعلق میں نظر آئے۔

کتاب اور اِس کے پیغام کے بارے میں اپنی آراء اور اپنے خیالات سے ضرور نوازیے گا۔

بہت شکریہ،

نوید رزّاق بٹ

فروری ۲۰۱۳

دعا - 14 اگست

اندھیر راہیں، بھٹکتے رہرو، مچلتی آہیں، بکھرتے آنسو
کبھی تو آؤ!
چراغ بن کے

پیاسی کھیتی، زمین بنجر، ترستے خوشے، سُلگتے پتھر
کبھی تو آؤ!
سحاب بن کے

وہ سب صدائیں؟ وہ سب ندائیں؟ وہ سب دعائیں؟ سوال سارے؟
کبھی تو آؤ!
جواب بن کے

کبھی تو بن کر چراغ روشن، تمام تاریکیاں مٹا دو
کبھی تو بادِ بہار بن کر، چمن میں رنگِ حنا سجا دو
پھر ایک صبحِ اگست بن کر، ہماری حالت پہ مسکرا دو!

لا الٰہ الا اللّٰہ

میں تیری راہ کا طالب

مجھے رستوں سے ڈرنا کیا

میری راہوں میں کیا پربت

میری راہوں میں صحرا کیا

میری ہستی کا تُو مالک

میری کشتی کا تُو مالک

زمانے کی فکر پھر کیوں

ڈرائے موج دریا کیا

سبق سیکھا ہے میں نے آتشِ نمرود سے یارب

فضائے بدر سے اور قصئہِ اُخدُود سے یارب

کہ تیری راہ میں ہے کُود پڑنا کامیابی بس!

سوا اِس کے ہے مفہومِ پیامِ لا اِلٰہَ کیا!

انا اور خودی

انا کا محور غرورِ ہستی، خودی کا محور خدائے حق ہے
انا میں بندہ غلام اپنا، خودی کی منزل رضائے حق ہے

اقبال اور فرشتے

وہ دور آیا؟ نہیں ابھی تک

نظام بدلہ؟ نہیں ابھی تک

وہ کاخ اُمراء؟ ہلی نہیں ہے

غریب جاگا؟ نہیں ابھی تک

وہ میرا شاہیں؟ بے بال و پر ہے

پلٹ کے جھپٹا؟ نہیں ابھی تک

وہ مردِ مومن؟ گُماں کا مارا

یقین پیدا؟ نہیں ابھی تک

غلامِ یٰسینؐ؟ کروڑہا ہیں

نظامِ طہٰؐ؟ نہیں ابھی تک

حرم کے خادم؟ نسب پہ نازاں
وہ کُفر ٹوٹا؟ نہیں ابھی تک

خدا کے عاشق؟ بتوں میں رقصاں
شعارِ عیسیٰؑ؟ نہیں ابھی تک

فریبِ آتش؟ قدم قدم پر
خلیل کُودا؟ نہیں ابھی تک

تجلیٔ حق؟ ہر ایک دل پر
کلیم تڑپا؟ نہیں ابھی تک

خودی کی رِفعت؟ بشر نہ جانا
رضائے بندہ؟ نہیں ابھی تک

کلام میرا؟ لبوں کی زینت
مُرید سمجھا؟ نہیں ابھی تک

خضر سے۔۔۔

کہا مشکل میں رہتا ہوں

کہا آسان کر ڈالو!

کہ جس کی چاہ زیادہ ہو

وہی قربان کر ڈالو!

کہا بے قلب ہیں آہیں

کہا اُس سے تڑپ مانگو!

اُٹھو تاریکیِ شب میں

ذرا خونِ جگر ڈالو!

کہا رازِ سُکوں کیا ہے؟

کہا لوگوں کے دکھ بانٹو!

جو چہرہ بے دھنک دیکھو

اُسے رنگوں سے بھر ڈالو!

نادان لاہوری *

(برکت چوک پر دھیاڑی کے انتظار میں بیٹھے بوڑھے مزدور سے)

بیٹھے کیوں ہو سڑک کنارے
دُھوپ میں یوں گرمی کے مارے
کیا دنیا میں کوئی نہیں ہے
اب جو کام کرے تمھارے؟
رگوں میں جب خون جواں تھا
کیوں تم نے نہ نوٹ بنائے؟
کیوں تم نے نہ خواب سجائے؟
کیوں بیٹھے ہو سڑک کنارے؟
دھوپ میں یوں گرمی کے مارے!

* جیسا کہ تعارف میں عرض کیا، اہلِ لاہور ماشاءاللہ بہت سمجھدار اور معاشرے کی ناہمواریوں سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بیان صرف ایک نادان کا ہے جو اِن میں رہنے کے باوجود زیادہ سیکھ نہیں پایا، اور معاملات کو سمجھے بغیر جو سوال ذہن میں آتا ہے فوراً پوچھ ڈالتا ہے۔

دھیرے سے نظریں اٹھا کر

دُھکتی کمر کو سہلا کر

دھیما دھیما سا مُسکا کر

بوڑھا بے حد پیار سے بولا

'ارے او نادان لاہوری

تُو کیا جانے غربت کیا ہے!'*

---

* غیر فلاحی معاشروں میں غریب عموماً ماں کی گود سے قبر تک اور پھر نسل در نسل غریب ہی رہتا ہے۔

(مرسیڈیز سے اتر کر خاکروب کو ڈانٹتی ہوئی ایک بیگم صاحبہ سے)

آنی جانی چیز ہے پیسہ
پیسے پر غرور یہ کیسا؟
پھرتی ہو اِترا اِترا کر
نوکر چاکر ساتھ لگا کر
کیا ملتا ہے تم کو آخر
مسکینوں پر رعب جما کر
آنی جانی چیز ہے پیسہ
پیسے پر غرور یہ کیسا؟

بی بی نے تو طیش میں آکر
مجھ گستاخ سے بات نہ کی پر
نظروں کی دُھتکار یہ بولی
پیسے کی چھنکار یہ بولی
فر فر چلتی کار یہ بولی
'ارے او نادان لاہوری
تُو کیا جانے دولت کیا ہے!'

(بادشاہی مسجد کے پیچھے ایک مکان کی چھت پر کھڑی سجی دھجی دوشیزہ کو دیکھ کر)

داتا کی نگری میں لڑکی تیرا ہے کیا کام؟
عزت ایسی چیز نہیں ہے جس کے ہوں دو دام!
پاک وطن یہ پاک زمیں ہے، یوُں نہ کر بدنام!
شرفاء کے اِس شہر میں پگلی تیرا ہے کیا کام؟

بھری پڑی تھی تاڑ کے بولے
لڑکی سینہ پھاڑ کے بولی
شہر کے شرفاء کی تصویریں
منہ پر میرے مار کے بولی
'ارے او نادان لاہوری
تُو کیا جانے عزّت کیا ہے!'*

* کیا عزت دار صرف وہی ہے جس کے عیب اُس کی دولت یا منصب نے چھپا رکھے ہیں؟

(راوی کے کنارے)

قریہ قریہ گلشن گلشن کرتے ہو سیراب !

کیا دیتا ہے بدلے میں آخر تم کو پنجاب؟

کوڑا کرکٹ، گندا پانی، کیسا یہ جواب !

قریہ قریہ گلشن گلشن کرتے ہو سیراب !

دانا تھا، نادان سے بولا

موج میں آکر آن سے بولا

بہتا دریا شان سے بولا

'ارے او نادان لاہوری

تُو کیا جانے خدمت کیا ہے!'*

* سچی خدمت صلہ مانگتی ہے نہ تشکر، مایوس ہوتی ہے نہ مغرور۔

غریب بچوں کی نظم *

ایک دو تین چار
آؤ مل کر مانگیں یار
ایسے دیس میں آنکھ کھلی ہے
بے حس پبلک، جھوٹی سرکار
ایک دو تین چار
آؤ مل کر مانگیں یار

اکرم کے ابو فوت ہوئے کل
کافی رہتے تھے بیمار
ہاسپٹل نے کہہ بھیجا تھا
لاکھ لگیں گے اِن پر چار
جانے والے چلے گئے بس
رونا کیا اب زار و زار؟

* ایک تصویر میں سکول کے بچے کو فیس کے لئے بھیک مانگتے دیکھ کر۔

ایک دو تین چار
آؤ مل کر مانگیں یار

پکّی بستی میں شادی تھی
کچّی بستی سے تھوڑا پار
لڑکے والوں نے لڑکی کو
پانچ لاکھ کا ڈالا ہار
دولت زیور حُسن ہے بچو
تقوی صدقہ سب بیکار!

ایک دو تین چار
آؤ مل کر مانگیں یار
ایسے دیس میں آنکھ کھلی ہے
بے حس پبلک، جھوٹی سرکار

ایک اور مارشل لاء *

لو فوجی باوا آ بیٹھا
اب پیٹ میں روٹی جائے گی!
واں سڑک کنارے بیٹھی ہے
حالات کی ماری بیچاری
گٹھڑی میں اُس کی سرمایہ،
افلاس کی مہلک بیماری
جب گود میں بچہ روتا ہے
ماں کے دل کو کچھ ہوتا ہے
پیارا سا گیت سناتی ہے
بچے کو جھوٹ بتاتی ہے
اور اپنا دل بہلاتی ہے
' خاموش، ذرا بھی شور نہ کر!

---

* یہ اشعار ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ کی رات کو لکھے، یہ سوچ کر کہ اس طاقت کے کھیل میں غریب لوگوں کو کیا ملنا ہے؟

اب وقت بدلنے والا ہے!

اب دیکھ تیری خاطر قسمت

کیا خوب کھلونے لائے گی!

تیری ماں کے ننگے سر کے لئے

ململ کی چادر آئے گی!

لو فوجی باوا آ بیٹھا

اب پیٹ میں روٹی جائے گی! '

حساب کتاب

میری زندگی کی کتاب میں

میرے روز و شب کے حساب میں

تیرا نام جتنے صفحوں پہ ہے

تیری یاد جتنی شبوں میں ہے

وہی چند صفحے ہیں متاعِ جاں

اُنہی رتجگوں کا شمار ہے!

اجازت

او جانے والے

چلے ہی جانا

ذرا رکو تو

ذرا، سُنو تو!

تمھاری خاطر جو لمحہ لمحہ بکھرتے آنسو جمع کئے تھے

جو درد سارے یُوں سہ لئے تھے

اُن آنسوؤں کا حساب لے لو

سلام کہہ دو جواب لے لو

چلے ہی جانا

ذرا رکو تو

ذرا، سُنو تو!

جو دِیپ دل کی اندھیر راہوں میں رفتہ رفتہ ہوئے تھے روشن

جو گیت کرتے تھے تیرے درشن

وہ گیت سارے وہ دِیپ سارے

جلا کے جانا بجھا کے جانا

نظر نظر سے مِلا کے جانا

چلے ہی جانا!

ذرا رکو تو

ذرا، سُنو تو!

قدم قدم پر بکھرتے پتے تمھاری یادیں کریں گے تازہ

یہ سب بہاریں بھی ساتھ لے لو!

چہکتے بلبل کا ساز لے لو

گُلوں کی رنگت کا راز لے لو

تمام منظر سراب کر دو

سبھی امنگوں کو خواب کر دو

سُنو!

یہ کارِ ثواب کر دو

چلے ہی جانا!

ذرا رکو تو

ذرا، سُنو تو!

بے باک *

خوابوں کے چمن میں آگ لگی

اشکوں سے بجھائی پر نہ بجھی

سب پھول اور پتّے راکھ ہوئے

اور خاک میں مل کر خاک ہوئے

اب خاک سجائے پھرتا ہوں

سینے سے لگائے پھرتا ہوں

اب فکر نہیں کچھ جلنے کی

اور بادِ خزاں کا خوف نہیں

* ایک دیوانے کو دیکھ کر

قطعہ

بہت قریب سے تنہائیوں کو دیکھا ہے
کلام کرتی ہوئی پرچھائیوں کو دیکھا ہے
ڈرا نہ ناصح ہمیں بحرِ غم کی وسعت سے
کہ ہم نے ڈوب کر گہرائیوں کو دیکھا ہے

بہار آئی تھی ایک پل کو

ابھی تو کہنے تھے راز دل کے

ابھی تو خاموش تھے فسانے

ابھی تو کھُلنے کو مضطرب تھے

حساب سارے نئے پرانے

ابھی تو غنچے بھی نہ کھلے تھے

ابھی تو بلبل بھی بے خبر تھا

ابھی تو سُوکھے پڑتے تھے پتّے

ابھی تو سوزِ فراق تر تھا

تم آئے اور یوں چلے گئے بس؟

چلو یونہی پھر

تمھارے آنے کی اِس خوشی میں

ہم اپنے دل کو غموں کو لے کر

جلائیں گے اور جلا کے روشن

اداس راتیں کیا کریں گے

چمن میں بیٹھے ہوئے فخر سے

ہر ایک پتّے ہر اِک شجر سے

گزرتے راہی سے رہگزر سے

تمھاری باتیں کیا کریں گے

بہار آئی تھی ایک پل کو

چمن میں برسوں رہا چراغاں!

برسوں کا تھما ساون

دیکھا جو تمھیں پھر سے
اِک یاد اٹھی دل میں
کالی سی گھٹا بن کر
فریاد اٹھی دل میں
شوریدہ ہواؤں نے
پھر ضبط سے ٹکر لی
آنکھوں نے دہائی دی
رو لینے کو جی ترسا!
برسوں کا تھما ساون
برسا تو بہت برسا!

قطعہ

بجلیاں تیرے نظارے کو ہیں تڑپی پھر سے
آسمانوں میں ستاروں کی شرارت ہو گی!
میں نے سوکھے ہوئے پھولوں کو سجا رکھا ہے
اہلِ گلشن کو یہی مجھ سے شکایت ہو گی!

بارش کا گیت

اِن بھیگی بھیگی آنکھوں سے ہم دھیرے دھیرے بولیں گے
سب بھُولے بھالے رازوں کو ہم چُپکے چُپکے کھولیں گے

پھر ٹِپ ٹِپ آنسو ٹپکیں گے اور رِم جِھم بارش برسے گی
اِس دل کی کہانی کہنے کو ہر دھڑکن دھڑکن ترسے گی

پھر گلشن گلشن گونجے گی آواز میری فریاد میری
کانٹوں میں چھپے گا غم تیرا، پھولوں میں مہکتی یاد تیری

پھر پنچھی بن بن جائیں گے اور میرے گیت سنائیں گے
جو بھول گیا ہے وعدے تُو، پھر تجھ کو یاد دلائیں گے

غــزل

نہ آنا تھا نہ آیا ہے

یونہی دل کو ستایا ہے

بہت لذّت ہے اِس پھل میں

پھر آدم توڑ لایا ہے

تجھے پا کر نہ وہ ملتا

تجھے کھو کر جو پایا ہے

سفر صحرائے الفت کا!

نہ بادل ہے نہ سایہ ہے

تیرے قالب کا ہر ذرّہ

سُن اے غافل! پرایا ہے

قدم رُکتے نہیں اب تو

نویدؔ اُس نے بلایا ہے

تھرتھراتے قلم

تھرتھراتے قلم، کر رہے ہیں رقم

اے نویدِ سحر! روز و شب کے ستم

زندگی پھر سے ویران ہونے لگی

تیری یادوں کے موتی پرونے لگی

دل میں روشن دِیے، اور آنکھوں میں نم!

تھرتھراتے قلم، کر رہے ہیں رقم

اے نویدِ سحر! روز و شب کے ستم

لب پہ آئے بھی لیکن ادا نہ ہوئے

تیرے خاموش وعدے وفا نہ ہوئے

اُن نگاہوں کی کھائی ہوئی ہر قسم!

تھرتھراتے قلم، کر رہے ہیں رقم
اے نویدِ سحر! روز و شب کے ستم

تیری راہوں میں بکھرے رہیں گے سدا
تجھ کو دیتے رہیں گے پیامِ وفا
میرے اَشعَار، میرے گلے، میرے غم!

تھرتھراتے قلم، کر رہے ہیں رقم
اے نویدِ سحر! روز و شب کے ستم

آرزوءِ مدینہ *

اِک روز مجھے عالمِ فانی سے اُٹھا کر

پوچھا گیا نامہءِ اعمال دکھا کر

یہ شعلہءِ تابندہ جو سینے میں ہے تیرے

رکھا ہے جسے تُو نے اِک عالَم سے چھپا کر

یہ آرزوءِ شہرِ نبیؐ جس کی حفاظت

کرتا ہے تُو اِس قدر دل و جان لگا کر

کرتا ہے دعا روز کہ جانا ہے مدینے

سجدے میں کبھی اور کبھی ہاتھ اُٹھا کر

نہ عمل، نہ گفتار، نہ اخلاقِ محمدؐ!

کیا کرنا ہے اُس حجرہءِ پُرنور پہ جا کر؟

کی عرض بڑے عجز سے ڈرتے ہوئے میں نے

سینے میں دبی بات لفظوں میں سجا کر

"اِک بار ہے دل کھول کے رونے کی تمنا

سر روضہءِ اقدس پہ ندامت سے جھکا کر!"

---

* یہ اشعار والدِ گرامی کے مدینہ منورہ منتقل ہونے پر لکھے (آخری شعر محمد زکی کیفی کا ہے)۔

اُداس عیدیں *

میں اُن کو کیسے کہوں 'مبارک'؟
وہ جن کے نورِ نظر گئے ہیں
وہ مائیں جن کے جگر کے ٹکڑے
گلوں کی صورت بکھر گئے ہیں
وہ جن کی دکھ سے بھری دعائیں
فلک پہ ہلچل مچا رہی ہیں
میرے ہی دیں کی بہت سی نسلیں
اداس عیدیں منا رہی ہیں

وہ بچے عیدی کہاں سے لیں گے؟
تباہ گھر میں جو پل رہے ہیں
وہ جن کی مائیں ہیں نذرِ آتش
وہ جن کے آباء جل رہے ہیں

* ۱۹۹۵ میں ایک عید پر کشمیر اور فلسطین کے مسلمانوں کے لئے لکھے۔

وہ جن کی ننھی سی پیاری آنکھیں
ہزاروں آنسو بہا رہی ہیں
میرے ہی دیں کی بہت سی نسلیں
اداس عیدیں منا رہی ہیں

بتاؤ اُن کو میں عمدہ تحفہ
کہاں سے کر کے تلاش بھیجوں؟
بہن کو بھائی کی نعش بھیجوں
یا ماں کو بیٹے کی لاش بھیجوں؟
جہاں پہ قومیں بہت سے تحفے
بموں کی صورت میں پا رہی ہیں
میرے ہی دیں کی بہت سی نسلیں
اداس عیدیں منا رہی ہیں

وہاں سجانے کو کیا ہے باقی؟
جہاں پہ آنسو سجے ہوئے ہیں
جہاں کی مہندی ہے سرخ خوں کی
جنازے ہر سُو سجے ہوئے ہیں

جہاں پہ بہنیں شہیدِ حق پر

ردائے ابیض سجا رہی ہیں

میرے ہی دِیں کی بہت سی نسلیں

اداس عیدیں منا رہی ہیں

بصد افسوس *

دفنانا کیا اِن لاشوں کو

ملک ہی قبرستان بنا ہے

عزّت ہے نہ جان سلامت

کیسا 'پاکستان' بنا ہے؟

* ۲۰۱۲ میں جب ہزارہ کمیونیٹی نے دہشت گردی سے ہلاک ہونے والوں کو دفنانے سے احتجاجاً انکار کر دیا۔

خدا کون؟

جابر، جنگجو، تیغ کے بندے

دین کے داعی بن بیٹھے ہیں

مسند، مکتب، منبر والے

آپ خدا ہی بن بیٹھے ہیں

مسجد تیرے پیار کا در تھا

آج وہ نفرت بانٹ رہی ہے

حشر بپا کر کے اب خود ہی

نوری ناری چھانٹ رہی ہے

ظلمت *

اِس دیس کے باسی کہتے ہیں
ہے دوش ہمارا کیا بابا؟
پامال ہوئیں سب قندیلیں
ظلمت میں گزارہ کیا بابا!

آ دیکھ ذرا یاں سُولی پر
لٹکی ہے صداقت نگر نگر
جس دیس میں باطل طاقتور
واں سچ کا سہارا کیا بابا!

اِس دیس کے باسی کہتے ہیں
ہے دوش ہمارا کیا بابا؟

* چند ایماندار صحافیوں کے اغوا اور قتل پر۔

جب عدل نہ ہو ایوانوں میں

ماؤں کی دعائیں کیا حاصل؟

ہاتھوں کی لکیریں کیا معنی ؟

قسمت کا ستارہ کیا بابا!

اِس دیس کے باسی کہتے ہیں

ہے دوش ہمارا کیا بابا؟

بصد افسوس

میری دھرتی کی داستاں اتنی!

اہلِ منصب نے لُوٹ کھایا ہے
اہلِ ثروت نے سب دبایا ہے

لوگ جھوٹی انا پہ مرتے ہیں
سب کا جیون عذاب کرتے ہیں

رکھ رکھاؤ کا دور دورہ ہے
جھوٹ جتنا کہیں وہ تھوڑا ہے

دین لڑنے کے کام آتا ہے
اور منبر خدا بناتا ہے

کس کی کرسی کہاں لگانی ہے

بس حکومت کی یہ کہانی ہے

سارے مجرم پناہ پاتے ہیں

عہدیداروں کے کام آتے ہیں

یاں گرانی کا شور رہتا ہے

صرف ارزاں ہے خون، بہتا ہے!

اتحاد، ایمان، نظم

کھٹن ہے بہت راہِ حق کی مسافت

بہت متّحد ہو کے چلنا پڑے گا!

وہ ایمان جس سے جلائے نہ آتش

اُس ایماں کی خاطر بھی جلنا پڑے گا!

بدل دیں نہ تم کو زمانے کی رسمیں

تمہیں نظمِ دنیا بدلنا پڑے گا!

ذات پات

چُوہڑا چنگڑ پنج مُصلی، ایہوئی میریاں ذاتاں
ناں بس اوہدا، اُونچا سوہنا، اہو دیاں سب خیراتاں
کھیتی سب دی چار دناں دی، وکھریاں وِچ برساتاں
مٹی اُتے بھرم کی بابا؟ تھلے لنگنیاں راتاں!

الجھن

جیسے اِک جنم پہلے

کوئی مجھ سے بچھڑا ہو

نام جس کا ہو نہ یاد

نہ ہی یاد چہرہ ہو

دل کی رہگزاروں سے

جانے کب وہ گزرا ہو

روح نے مگر پھر سے

پاس اُس کو چاہا ہو

یاد جو نہیں ہرگز

یاد اُس کی آئی ہے

اِک عجب اُداسی سی

آج دل پہ چھائی ہے

منتظر

او آنے والے

چلے بھی آؤ

یہ دیر کیسی؟

سویر کیسی؟

صبا نے جب سے خبر یہ دی ہے

تمہارے آنے کی بات کی ہے

تھمی تھمی سی ہے دل کی دھڑکن

رکا رکا سا جہاں ہے سارا

کٹیں تو کیسے کٹیں یہ لمحے

او آنے والے سنو خدارا!

تمھارے آنے کی بات سن کر

یوں لمحہ ءِ انتظار بن کر

گزرتی ساعت ٹھہر گئی ہے

چلے بھی آؤ

یہ دیر کیسی؟
سویر کیسی؟

◈

بہن کے ہاتھ گھر والوں کے لئے پیغام

کہنا سلام سب کو، سب کو پیار دینا!

اور ہدیہءِ محبت، دلِ بے قرار دینا!

جو دعائیں دی ہیں دل نے اُنہیں روز و شب میں ہر دم

وہ دعائیں پاس جا کر اُنہیں بار بار دینا!

کہنا کہ منتظر ہے کہیں دُور کوئی تنہا

ذرا پھر سے پھول بن کر ہر شاخ پر مہکنا

ذرا پھر سے لطفِ رنگِ فصلِ بہار دینا!

چراغِ راہ

مشکل سفر تھا راستے بھی اجنبی سے تھے
منزل چھپی ہوئی تھی شبِ رُوسیاہ میں
تاریکیوں میں روشنی دیتے رہے سدا
بن کر چراغ آ گئے کچھ لوگ راہ میں!

ایوانِ صدر *

آؤ بچو سیر کرائیں تم کو اِس ایوان کی
جس کی خاطر ہم نے دی قربانی پاکستان کی

زرداری کے ہاتھ لگا ہے دیکھو کیا گُل کھلتے ہیں
کہتے ہیں کہ قوم ہو جیسی ویسے لیڈر ملتے ہیں
ڈر ہے پیپلی لوٹیں گے اب وطن کو ایسے دوستو
جیسے بھوکے کرتے ہیں صفائی دسترخوان کی

آؤ بچو سیر کرائیں تم کو اِس ایوان کی
جس کی خاطر ہم نے دی قربانی پاکستان کی

اِس کی خاطر 'صدر' مشرف نے آئیں پامال کیا
آقاؤں کا پُوڈل بن کر قوم کا استحصال کیا
جس دھرتی کے بیٹے بیچے امریکا کے ہاتھ پر
اُسی زمیں پر کہتے ہیں اب کوٹھی ہے جوان کی

* زرداری صاحب کے صدر منتخب ہونے پر۔

آؤ بچو سیر کرائیں تم کو اِس ایوان کی
جس کی خاطر ہم نے دی قربانی پاکستان کی

یہ ایوان رہے سلامت، لوگوں کا کیا؟ مرنے دو!
اندر ہو تو لُوٹ کے کھاؤ، باہر ہو تو دھرنے دو!
اِس کے نام پہ سیاستدانو جرنیلو وڈیرو دو
بھوکے کو روٹی کی لالچ، بے گھر کو مکان کی

آؤ بچو سیر کرائیں تم کو اِس ایوان کی
جس کی خاطر ہم نے دی قربانی پاکستان کی

سرکاری عمرہ

حرم میں آ کر بیٹھے سارے چور اُچکے ڈاکو
رو رو آہیں بھر بھر مانگیں رب سے یہ دعائیں
' ووٹر اپنے یونہی یا رب قائم دائم رکھنا
سو سو دھوکے کھا کر ہم سے پھر سے دھوکا کھائیں '

کس زمانے کی بات کرتے ہو

کس زمانے کی بات کرتے ہو
بجلی آنے کی بات کرتے ہو
چار سو میں بھی کچھ نہیں ملتا
چار آنے کی بات کرتے ہو
پانی واسا نے روک رکھا ہے
تم نہانے کی بات کرتے ہو
ہم کو مدہوش یوں ہی رہنے دو
کیوں جگانے کی بات کرتے ہو